جلد ۲۱ | قادیان (دار الامان) مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

(چودہ سال پہلے کی ایک تقریر جو شایع نہیں ہوئی)

مندرجہ ذیل تقریر جو میرے محترم بھائی مفتی فضل رحمن صاحب کی صاف کردہ ہے۔ یہ مسئلہ تعدد ازدواج پر ہے۔ امید ہے ناظرین اس سے فائدہ اُٹھائیں گے۔ ایڈیٹر

یہ وہ تقریر ہے جو حضور علیہ السلام نے سنہ ۱۹۰۴ء میں گورداسپور میں کسی دوست کے پہلی بیوی سے تعلقات کم کرنے پر فرمائی تھی۔ فرمایا:۔

جسکی معاشرت عمدہ ہو اسکی پہلی بیوی ناراض نہیں ہوسکتی۔ ہاں اگر صرف نفسانی خواہش سے دوسری شادی کی ہو تو پہلی بیوی ناراض ہوتی ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو خاوند کے نا قابل نہیں سمجھتی۔ خدا تعالیٰ کے قانون کو ڈھال نہ بناؤ۔ سیدھے طور پر استعمال کرو۔ خدا کے منشاء کو بھلا کر موجب عتاب نہ بنو۔ ہاں اس طرح پر جو شخص قانون الٰہی کو ڈھال نہ بناوے اور صحیح اور سچی نیت اور ضرورت کی وجہ کرے تو جائز ہے۔ ایسی باتوں کو اس حد تک استعمال کرو کہ تقویٰ کے خلاف نہ ہو۔ اتباع خواہشات نہ ہو۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف زنا ہی گناہ نہیں۔ بلکہ شہوات میں پڑ جانا اور خدا کی یاد کو فراموش کر دینا بھی گناہ ہے۔ جیسے فرمایا۔ فالیضحکو قلیلا ولیبکو کثیرا جسکے پاس حسب مرضی بیویاں ہیں وہ رات دن رقت اور سوزش میں گزاریگا۔ یا شہوت رانی میں۔ اسکے یہ معنے نہیں کہ اپنے آپکو انہیں میں لگا رہ۔ پھر بیتون لربھم سجداً وقیاما۔ کیسے بنوگے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و پبلشر شایع ہوا

بہت بیبیوں نے تو اُنکے ہمکنار رہو گے۔ یہ تو گویا خدا کے شریک بناتے ہیں آنحضرت کی نو بیبیاں تھیں۔ مگر تعلق کیا تھا۔ عایشہؓ کہتی ہیں۔ ایکرات آپ کے باری میرے پاس تھی کسی وقت آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آپ تشریف نہیں رکھتے مینے سب بیبیوں کے گھروں میں جاکر دیکھا۔ مگر آپکو کہیں نہ پایا۔ گھر سے باہر قبرستان تھا۔ اُدہر دیکھا تو آپ سجدہ میں پڑے رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے سبحان اللہ روحی و جنانی۔ بتاؤ سب کچھ ترک کر کے مُردوں کی جگہ جاکر پسند کی۔ پس خدا تو کہتا ہی کہ تم پر شہوات کا زمانہ نہ آوے ورنہ جان و ایمان سب پر تلوار چل گئی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایکدفعہ مینے آنحضرت کے گھر جانیکی اجازت مانگی۔ فرمایا آجاؤ۔ اندر جاکر دیکھا کہ مکان خالی ہی صرف ایک تلوار لٹکتی ہی۔ اور آپ ایک کھجور کی چٹائی پر دراز ہیں اور چونکہ بدن ننگا تھا۔ اسلئے اسکے نقش بدن پر آگئے ہیں۔ ایسی حالت دیکھکر مجھے رونا آیا فرمایا یا عمرؓ کیا بکیا۔ مینے کہا قیصر و کسریٰ آرام و تنعم میں ہیں اور آپکی یہ حالت۔ فرمایا مجھے دنیا سے کیا غرض ہی۔ تو دنیا میں مسافرانہ گذارہ کرتا ہوں۔ جیسے کوئی مسافر جیٹھ کے مہینے میں اونٹ پر سوار پسینہ میں تر بتر سفر سے گھبرا کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے چند منٹ آرام لینے کو کھڑا ہوجاتا ہی۔ اور ذرا آرام لینے کے بعد فوراً چل پڑتا ہے پس میں اسطرح رہتا ہوں۔ کل انبیا کا یہی حال تھا۔ انسان ظاہری حالتوں اور سامانوں پر نظر نہ ڈالے کیونکہ انکا بھی اصول اور مغز کچھ اور ہوتا ہی جو دن اور رات اپنے آتا ہی اور سکو رونے والی حالت میں نہیں پاتا تو خطرہ یہ ہلاکت پر پہنچاتا ہے میرا مطلب یہ نہیں کہ استمتاع لذات حلال نہیں۔ مگر ایک پہلو اختیار نہ کرو بلکہ اس ٹٹو کی طرح چلو جسکو دس بارہ کوس پر پہنچکر پہاری ملتی ہی اسلئے آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا تم پر حق ہی نفس کا بھی حق ہی اور مخلوق کا بھی حق ہی۔ اگر خوب کھانے کھائے۔ خوب مزے اُٹھائے۔ خوب بیویاں رکھیں اور عیش و عشرت کی تو پھر مُردہ زندگی بنائی۔ نہ کہ اتباع الٰہی کی۔ اسلئے رسول اللہ کو فرمایا کہ تو اتنی عبادت نہ کر تیرے اوپر اُن لوگوں کا بھی حق ہے جو تیرے متبع ہیں۔ جیسے ایک ماں بچہ کو زیادہ پڑھنے سے روکتی ہی۔ حرام النفس قسم کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں۔ مگر اُنکی اندرونی زندگی پر نظر

نہیں ڈالتے۔ یہ سِر ہے۔ بہت لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم حرام تو نہیں کرتے مگر در اصل وہ حرام ہی کرتے ہیں۔ خدا کی راہ میں ذبح ہوجانیکو پرستش کہتے ہیں جب خواہشات نفسانی میں غرق ہو گئے تو پھر پرستش کیسی اور جب ایک بیوی کے حقوق کو پس پشت ڈالدیا۔ تو پھر حلال کیسا حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کاش میں لتہ حیض ہوتی کہ پھینک دیجاتی میں انسان کیوں بنی جبکہ میں عبادت الٰہی سے قاصر ہوں پس وہ تلخ زندگی بکثرۃ ازدواج آرام و آسائش میں کیونکر مل سکتی ہی ایسے آرام طلب لوگوں کو وہ تلخ زندگی تو نصیب ہی نہیں ہوسکتی۔ ہاں اسلام ایسا مذہب بھی نہیں کہ رہبانیت سکھلاوے یا نزاد دنیا کا کیڑا بنا دے بل ابتغوا بین ذالک سبیلا۔ غرض ایک تو وہ گناہ ہوتے ہیں جنکو بچہ بھی سمجھ سکتا ہی۔ اور ایک وہ ہیں جنکو مولوی اور عالم بھی نہیں سمجھ سکتے۔ یعنی جائز اور حلال چیزوں میں منہمک ہو جانا بھی گناہ ہے پس کثرۃ ازدواج علاج ہے۔ غذا نہیں ؛

حدیثوں میں آیا ہی کہ کثرۃ ازدواج سے امت بڑھاؤ۔ مگر ایک نیت ہوتی ہے استیفاء لذات کی اور ایک نیت ہوتی ہی ثواب کی مثلاً ایک شخص کی چار بیبیاں ہوں اور ہر ایک سے چار چار بچہ ہوں تو سولہ بچے ہوئے مگر آج زمانہ ایسا ہی کہ لوگ دوسری شادی عموماً اسلئے کرتے ہیں کہ پہلی بیوی کو تو بچہ نے فرصت نہیں ملتی بھلا یہ شادی مثمر ثمرات کب ہو سکتی ہی۔ پس ایک بی بی کو ایسا دلشکستہ کرنا اور اسکے حقوق کو تلف کرنا کہ وہ معلقہ ہو جاوے پھر اسکے منہہ سے بددعا نکلتی ہی اور بعض دفعہ وہ تیر نشانہ پر جا لگتا ہی۔ جیسے کسی نے کہا ہی کہ ع بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن۔ اجابت از در حق بہر استقبال می آید۔ اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ ایسی احتیاط رکھو کہ تم کہیں دوزخ میں نہ جاؤ۔ پس ایک ہی بی بی کافی ہی۔ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ منشا نہیں کہ بی بی کو ستایا جاوے دکھ دیا جاوے۔ شرعی ضرورت میں تو نیک بیبیاں خود اعانت کرتی ہیں۔ اور اصل تحریر ہی کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ہمارا اسلام عیاشی سکھلاتا ہی۔ جب زخموں اور تلخیوں کے ساتھ زندگی نہ ہو تو ہمارے نزدیک ایمان سلب ہوجاتا ہی۔ آنحضرت کی جب انگلی کٹ گئی تو آپ نے فرمایا تو کیا چیز ہے ایک انگلی ہی۔ کیا ہوا جو خدا کی راہ میں کٹ گئی۔ صحابہ کرام نے سوال کیا تھا کہ آپ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عید اضحیٰ کی تقریب پر ضروری تحریک

برادران سلمکم اللہ تعالیٰ وعافاکم ورضی عنکم وارضاکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ٭

عید کے موقعہ پر ضرور کچھ مسائل متعلقہ کے دریافت کی ضرورت محسوس ہوا کرتی ہے اور اب عید اضحیٰ بالکل قریب ہے اس لئے پہلے تو میں اس عید کے متعلق چند ضروری مسائل کو مختصراً پیش کرتا ہوں۔ عید کے دن یہ امور مسنون ہیں۔ آرائش (۲) غسل۔ (۳) عمدہ لباس (۴) خوشبو (۵) سویرے اٹھنا (۶) عیدگاہ میں جلد جانا (۷) نماز عید شہر سے باہر پڑھنا (۸) نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا (۹) جاتے اور آتے تکبیر کہتے رہنا۔ اور تکبیر یہ ہے ٭ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد (یہ تکبیر عید کے چاند کی ۹ تاریخ کی فجر سے لیکر ۱۳ تاریخ کی عصر تک فرضوں کے باجماعت ادا کرنیوالوں پر فرضوں کے سلام کے بعد کہنی واجب اور ضروری بھی ہے۔) (۱۰) اور عورتوں کا بھی عیدگاہ میں جانا مسنون ہے مگر نماز میں شریک ہوں اور علیحدہ رہیں (۱۱) اور یہ بھی مستحب ہے کہ عید ضحیٰ میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اور نماز کے بعد قربانی کے گوشت سے افطار کرے (۱۲) اور قربانی کا ارادہ رکھنے والا اگر حاجیوں کی طرح چاند دیکھنے سے قربانی کرنے تک حجامت یعنی سر وغیرہ نہ منڈوائے تو یہ مستحب اور موجب ثواب ہے۔ اور قربانی ہر وسعت والے شخص پر واجب ہے اور نماز عید کے ادا کرنے سے پہلے قربانی کا ذبح کرنا درست نہیں اگر کوئی کرے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔ بلکہ نماز کے بعد ذبح کرنی چاہیئے۔ اور نماز عید کے لئے اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔ اور صلوٰۃ عید کا طریق یہ ہے کہ دو رکعتیں اس طرح باجماعت پڑھی جاتی ہیں۔ کہ پہلی رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے علاوہ تکبیر تحریمہ سات تکبیرین کہی جائیں اس طور پر کہ ہر ایک تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے جائیں جیسے کہ نماز کے شروع کرتے ہوئے اٹھائے جاتے ہیں۔ مگر فرق فقط اس قدر ہے کہ اول میں تو تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیئے جاتے ہیں۔ مگر ان تکبیروں میں ہاتھ اٹھانے کے بعد کھلے چھوڑے جاتے ہیں اور آخری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر قرأت یعنی الحمد شریف شروع کی جاتی ہے اور دوسری رکعت کے شروع میں قرأت شروع کرنے سے پہلے پانچ تکبیر اسی طریق پر کہی جائیں۔ اور یہی مسنون ہے کہ ان دو رکعتوں میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑہی جائیں یا سورۃ ق اور اقتربت الساعۃ اور نماز کے بعد امام جمعہ کے دو خطبوں کی طرح خطبہ پڑھے ٭

قربانی اگر بکری دنبہ مینڈھا ہو تو ایک ایک شخص کی طرف سے اور اگر گائے۔ اونٹ ہو تو ایک سات شخصوں کی طرف سے ہو سکتی ہے۔

اور قربانی کے جانوروں کی عمر کا یہ قاعدہ پختہ ہے کہ سب میں وہی جائز ہو سکتا ہے جس نے دو دانت نکالے ہوں۔ (جس کو پنجاب میں دوندا بولتے ہیں) یا اس سے زیادہ عمر کا ہو صنائن (یعنی دنبہ اور مینڈھا کا نر و مادہ) چھ ماہ پورے کا بھی جائز ہے جب وہ قد و قامت میں دوندے کے برابر قریباً ہو۔ اور قربانی میں یہ جانور جائز نہیں (۱) اندھا (۲) کانا (۳) لنگڑا جو قربان گاہ تک خود چلکر نہ جاسکتا ہو (۴) اور سخت دبلا (۵) نصف سے زائد کان اور دم کٹا۔

اس کے بعد میں سب احمدی برادران کو عموماً اور جناب سیکرٹری صاحبان انجمن ہائے احمدیہ کی خدمت میں خصوصاً یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ عید کا موقعہ اس بات کا مقتضی ہے کہ خدا کی بنائی قوم کا ہر ایک فرد اپنی اور اپنے بال بچوں کی خوشی میں قوم کے یتامیٰ اور بیواؤں اور مساکین وغربا اور حاجت مندوں کو نہ بھولیں۔ بلکہ صحابہ کرامؓ کی طرح یوثرون علیٰ انفسہم کے مصداق بنتے ہوئے ان کی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم کریں یا کم از کم انکو اپنی خوشی میں شریک تو ضرور کریں۔ آقائے نامدار حضور علیہ السلام نے آخران ہی اپنے خدام پر یہ امید کہی ہے جہاں اپنی امت کی مثال بارش سے دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ مثل غیث لا یدری اولہ خیر ام آخرہ (میری قوم کیحالت بارش کی طرح ہے نہیں معلوم اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ) تو کیا آخری خدام کا یہ فرض نہیں کہ اپنے آقائے نامدار کی اس امید کے پورا کرنے کی کوشش میں لگے رہیں۔ یہ نئی بات نہیں صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے عید کے موقعہ پر مردوں کے بعد عورتوں میں جاکر صدقہ دینے کا وعظ فرمایا۔ اور اپنے آقا پر قربان ہونے والیوں نے اپنی زیورات جیسی چیز کو جو عموماً عورتوں کو سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اتار اتار کر حضرت ابو ہریرہؓ کی جھولی میں ڈالنا شروع کیا۔ عبادات حج وغیرہ کیا ہیں۔ خدا کے تصدیق شدہ پیاروں کی موافقت کہ ان خدا کے پیاروں نے یہ کیا اور خدا اس سے ان پر راضی ہوا اور ان سے پیار کیا۔ اور ہم کریں تو شاید وہ ہم سے بھی راضی ہو اور ہم سے بھی پیار کرے۔ لہٰذا! اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے بھائیوں میں سے کون سیکرٹری صاحب اور پریذیڈنٹ صاحب اور دیگر صاحبان اپنے آقائے نامدار اور اس کے فدائی خدام کی طرح مردوں اور عورتوں میں اس خوشی کے موقعہ پر اپنے کس مپرس بھائیوں اور بہنوں اور بچوں اور بچیوں کے لئے مردوں اور عورتوں سے مانگتے اور اپنی جھولی کو ان کے آگے رکھتے اور ہاتھ پھیلا کر ان کے تتبع میں خدائے ذوالجلال کی رضا اور پیار کی امید کا موقعہ حاصل کرتے ہیں اور کون مومن اور مومنہ صحابہ اور صحابیات کی طرح اپنی خود فراموش کن خوشی کے موقعہ پر اپنے قابل رحم بھائیوں اور بہنوں

اور بچوں اور بچیوں کے لئے ان کی جھولی میں ڈال کر ان صحابہ اور صحابیات کی طرح رضی اللہ عنہم کی امید کا محل حاصل کرتے ہیں اس عید کے موقعہ پر قربانی کی کھالیں اور عید فنڈ تو ایک مقرر شدہ چیز ہیں مگر کوشش اور نگرانی کی حالت میں بھی بڑی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے ہونے اور نہ ہونے پر بہت بڑا نمایاں فرق پڑ جاتا ہے لیکن میری تحریر اور عرض کا منشا اسی تک محدود نہیں بلکہ عید فنڈ اور کھال کی کوشش کے علاوہ بھی کوشش ہونی چاہیئے۔ مومن کا اور ہونہار شخص اور قوم کا کل اور آج برابر نہیں ہوتا ہے۔ ترقیات مدارج کے میدان کی دوڑ کی یہی جھنڈیاں ہیں۔ آخر حضرت ابوبکر سے جب سرور کائنات نے دریافت کیا تھا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا تو انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول۔ اور حضرت عمر سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا نصف مال تو خاص اسی موقعہ پر حضور نے فرمایا کہ الفرق بینکما کما بین کلمتیکما (کہ تم دونوں کے مدارج میں بھی وہی فرق ہے جو تم دونوں کی باتوں میں یعنی جوابوں میں فرق ہے) ضرورت ہی کے پڑ جانے سے چیز کی قدر بڑھتی ہے۔ اس وقت انجمن کو سخت ضرورت ہے سرکاری آڈیٹر کے منگانے کا فیصلہ ہے اور مالی سال کا خاتمہ ہے اور سال رواں کے بہت سے حسابات بے باق نہیں۔ پس کیا یہ ہونہار قوم سرکار کو بلکہ دنیا کو بھی یہ دکھائے گی کہ ہم ان سستوں میں سے ہیں جن کے حساب آگے پر ڈالے جاتے ہیں۔ حالانکہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اگلے سال میں پھر یہی حال رہیگا۔ اس لئے قوم کو اس موقعہ پر بہت ہی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور خصوصاً جو اپیل کہ جناب محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے اس وقت قوم کے آگے پیش کی جاتی ہے اس پر ضرور ہی قوم کو پوری توجہ مبذول کرنی چاہیئے۔ اس کا نظر انداز کرنا یا اس کے لئے پوری ہمت سے کام نہ کرنا علاوہ سخت دقتوں کے .... ایک بر اشگون اور ہمت شکن ثابت ہوگا؛

اسی طرح اس وقت خود سیدنا و مولینا حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے قوم سے اپنے مدرسوں کے لئے بچے مانگے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ مدرسوں کے قیام اور تباہی کے سوال کے علاوہ اس مذہبی اور تمدنی مقابلوں کے زمانہ میں قوم کی نئی نسل کا قادیان میں اگر دینی اور دنیوی علوم حاصل کرنا اور نہ کرنا بلفظ دیگر قوم کی حیات اور ممات کا سوال ہے اور یہی وجہ ہے کہ خود حضور نے بلا واسطہ قوم کو مخاطب فرمایا ہے۔ اور پھر قوم کے اکثر حصہ کے کم استطاعت ہونے پر نظر کر کے ایک خاص سب کمیٹی اخراجات تعلیم کے بقدر امکان کم کرنے کے لئے بٹھائی گئی جس کے بیانات سے بہت کچھ کمی کی امید دائق ہوتی ہے۔ اور انشاء اللہ عنقریب یہ مژدہ بھی قوم کو سنایا جائیگا مگر قوم کو اور خصوصاً سکریٹری صاحبان اور دیگر با اثر اور سمجھدار اصحاب کو حضور علا کی استدعا کی تکمیل میں نہایت ہی سرگرم اور فی الفور کوشش کرنی چاہیئے اور کسی قسم کی سستی اور دیر

نہ ہونے پائے اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق عمل دے ۔ آمین ؎

(سید) محمد سرور شاہ سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ

قادیان (دار الامان)

میرا ارادہ تھا کہ الحکم کے اس نمبر میں جس طرح **رمضان** کے پہلے پرچہ میں روزہ کی حقیقت پر اور روزہ کے فضائل و مسائل پر ایک مبسوط مضمون لکھ دیا تھا۔ قربانی کے متعلق بھی ایک مضمون لکھوں لیکن حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے جو تحریک کی چٹھی لکھی تو میں نے خود کوئی مضمون لکھنا غیر ضروری سمجھا۔ اس لئے کہ مسائل کے لحاظ سے جس جامعیت اور عمدگی کے ساتھ **حضرت مولانا** نے لکھا ہے میں نہ لکھ سکتا۔ قربانی کی کھالوں یا عید فنڈ کے لئے جو تحریک میں کرتا (اور جس کے متعلق میں کسی قدر گذشتہ اشاعت میں لکھ بھی چکا ہوں) وہ **سیکرٹری صدر انجمن** کی حیثیت میں حضرت مولوی صاحب نے کر دی ہے۔ اس لئے میں نے یہی بہتر سمجھا کہ اسی کو چھاپ دیا جاوے۔ یہ تحریک انجمنوں کے سیکرٹری صاحبان کو بھیجی گئی ہے۔ اور اخبار کے ذریعہ عام بھی ہوگئی ہے۔ اس لئے احباب اپنے اپنے مقام پر عید فنڈ کی وصولی اور کھالوں کے جمع کرنے میں مستعدی سے کام لیں۔ محاسب صاحب نے بھی ایک تحریک بھیجی ہے۔ انجمن کی ضروریات داعی ہیں کہ احباب فوری توجہ کریں۔ میں اس کے علاوہ یہ بھی اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ **ہمارے دوستوں** کو انجمن **کے قرضہ** کے ادا کرنے کے لئے ایک بار متفقہ کوشش کرنی چاہیئے اور چندہ دفائی **باقاعدہ وصول** اگر ہو تو انجمن کے کاموں میں کوئی روک خدا کے فضل سے واقع نہ ہو میں خوب جانتا ہوں کہ جماعت اپنی بساط سے بڑھ کر مالی قربانی کے لئے طیار رہتی ہے مقامی احباب کا یعنی سیکرٹری صاحبان کا فرض ہے کہ وہ توجہ دلاتے رہیں ؎

سپاہیوں کے بچوں کے لئے تعلیمی سہولتیں

نہایت مسرت اور اطمینان سے سنا جائیگا۔ کہ گورنمنٹ پنجاب نے موجودہ جنگ میں شریک ہونیوالے مصافی یا غیر مصافی ملازمین کے بچوں کی تعلیم کے لیے تسلی بخش انتظام کر دیا ہے۔ چنانچہ جناب ایڈیشنل سکرٹری بہادر پنجاب بذریعہ گشتی چٹھی نمبر ۵، ۴ ان قواعد کی تشریح فرماتے ہیں۔ جو اس امر کے لئے تجویز کئے گئے ہیں اور محکمہ تعلیم کی طرف سے اُنپر عمل کیا جائیگا۔ ان قواعد سے ان لوگوں کے لڑکے یا لڑکیوں کی تعلیم کے لئے خاص رعایتیں کی گئی ہیں۔ جو ۴ اگست سنہ ۱۹۱۴ء کے بعد شریک جنگ ہوکر یا تو لڑائی میں مارے گئے یا بیمار یا زخمی ہونے کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے روزی کمانے کے ناقابل ہو گئے ہیں۔ اور اس کے لئے فوجی درجہ مصافی یا غیر مصافی کی کوئی تخصیص نہ ہوگی +

ایسے اشخاص کا ہر بچہ معیار مندرجہ ذیل کے مطابق حصول تعلیم میں رعایتوں کا مستحق ہوگا:۔

(۱) ہر بچے (خواہ لڑکا ہو یا لڑکی) کو ابتدائی پرائمری تعلیم مفت دیجائیگی۔ اور اسے مبلغ دو روپیہ ماہوار وظیفہ کتابوں وغیرہ کے خرچ کے لیے دیا جائیگا +

(۲) اگر بچہ مڈل کی جماعت میں تعلیم پاتا ہے۔ تو علاوہ دو روپیہ وظیفہ ماہوار کے سکول کی فیس معاف کی جائے گی اور اگر بورڈر ہے تو اُسے آٹھ روپیہ ماہوار وظیفہ اخراجات بورڈنگ ہاؤس کے لئے دیا جائے گا +

(۳) اگر گورنمنٹ ایسے طالب علموں کے لئے اور وظائف تجویز کرے جو ہائی سکول یا کالج میں بہ لحاظ حسن لیاقت دئے جائیں تو انکے حاصل کرنے میں مندرجہ بالا وظائف سد راہ نہوں گے +

حقیقۃ الرؤیا

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی سالانہ جلسہ کی تقریریں نہایت عمدہ کاغذ پر خوبصورت چھپ کر شایع ہوگئی ہیں۔ جناب منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل کی مساعی نہایت ہی شکرگذاری کے قابل ہیں کہ اُنہوں نے سلسلہ کی ان تقریروں کو قلمبند کر کے خاص خدمت کی ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ کاغذ کی گرانی اور سامان طباعت کی کمیابی کا سلسلہ تصنیف پر بہت برا اثر پڑا ہے۔ منشی صاحب نے ان تقریروں کو صاف کر کے چھپوانے میں بڑی ہمت سے کام لیا ہے۔ تقریروں کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی یا کسی اور کو ضرورت ہی نہیں حقایق و معارف کا ایک بیش قیمت مجموعہ ہے۔ جماعت کا فرض ہے کہ اس قسم کی خدمت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کریں اور کثرت کے ساتھ انکی اشاعت کریں۔ مجھے امید ہے کہ احباب میری اس تحریک کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھیں گے۔ ۱۰/ میں یہ قیمتی مجموعہ بہت ہی سستا ہے۔ احباب منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل کے نام درخواست کریں +

دارالامان کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اور آپ کے خاندان میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر طرح خیریت ہے +

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایک نہایت ضروری اور مفید تصنیف میں مصروف ہیں +

۲۔ موسم میں تبدیلی ہو رہی ہے۔ ملیریا کی عام شکایت ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے +

۳۔ انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ، اپنا کام کر رہی ہے۔ احباب کو چاہئیے کہ جس قسم کی واقفیت ان سے طلب کی گئی ہے۔ وہ سکرٹری انجمن مذکور کو مہیا کریں۔ اور آیندہ بھرتی ہونے والے احمدی احباب اس انجمن کے ذریعہ بھرتی ہوں یا اطلاع دیں +

مکتوبات احمدیہ

(حضرت منشی ظفر احمد صاحب کے نام)

کپورتھلہ کی مخلص اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عاشق و فدائی جماعت کے ایک معزز رکن حضرت منشی ظفر احمد صاحب کا نام کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ یہ مکتوب انکے نام ہے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔ از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد باخویم مکرم منشی ظفر احمد صاحب۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ آپکا پہنچا۔ حرف حرف اسکا پڑھا گیا اور آپ کے لئے دعا کی گئی۔ قبض اور بیمزگی اور بیذوقی کی حالت میں مجاہدات شاقہ بجالا کر اپنے مولا کریم کو خوش کر سکے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ مجاہدہ جسکے حصول کیلئے قرآن شریف میں حث و ترغیب ہے۔ اور جو مدار کشود کار ہے۔ وہ شرط یہ بیذوقی و بیحضوری ہے اور اگر کوئی عمل ذوق اور بسط اور حضور اور لذت سے کیا جائے تو اُسکو مجاہدہ نہیں کہہ سکتے اور نہ اُسپر کوئی ثواب مترتب ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خود ایک لذت اور نعیم ہے اور تنعم اور ملذذ کے کاموں سے کوئی شخص مستحق اجر نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص شربت شیرین پیکر اُسکے پینے کی مزدوری مانگ نہیں سکتا۔ سو ایک نکتہ نہایت باریک ہے۔ کہ بیذوقی اور بیمزگی اور تلخی اور مشقت کے ختم ہونیسے ہی ثواب اور اجر ختم ہو جاتا ہے۔ اور عبادت عبادات نہیں رہتیں بلکہ ایک روحانی غذا کا حکم پیدا کر لیتی ہیں سو حالت قبض جو بیذوقی و بیمزگی سے مراد ہے یہی ایک ایسی مبارک حالت ہے جسکی برکت سے سلسلہ ترقیات کا شروع رہتا ہے۔ ہاں بیمزگی کی حالت میں اعمال صالحہ کا بجالانا نفس پر نہایت گران ہوتا ہے۔ مگر ادنیٰ خیال سے اس گرانی کو انسان اٹھا سکتا ہے جیسے ایک مزدور جو خوب جانتا ہے کہ اگر میں نے آج مشقت اُٹھا کر مزدوری نہیں کی تو پھر رات کو فاقہ ہے۔ اور ایک نوکر یقین رکھتا ہے کہ میں نے تکالیف سے ڈر کر نوکری چھوڑ دی تو پھر گذارہ ہونا مشکل ہے۔ اسی طرح انسان سمجھ سکتا ہے کہ فلاح آخرت بجز اعمال صالحہ کے نہیں۔ اور اعمال صالحہ وہ ہوں جو خلاف نفس ہوں اور مشقت سے ادا کئے جاویں۔ اور عادت اللہ اسیطرح پر جاری ہے کہ جس کام کے لئے مصمم عزم کیا جاوے اُس کے انجام کے لئے طاقت مل جاتی ہے۔ سو مصمم عزم اور عہد واثق سے اعمال صالحہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور نماز میں اس دعا کو پڑھنے میں کہ اھدنا الصراط المستقیم الخ بہت خضوع و خشوع سے زور لگانا چاہیئے اور بار بار پڑھنا چاہیئے۔ انسان بغیر عبادت کے کچھ چیز نہیں بلکہ جمیع جانوروں سے بھی بدتر ہے اور شر البریہ ہے وقت گذرتا جاتا ہے۔ اور موت درپیش ہے اور جو کچھ عمر کا حصہ ضائع طور پر گذر گیا۔ وہ ناقابل تلافی اور سخت حسرت کا مقام ہے۔ دعا کرتے رہو اور لا تیئسو من روح اللہ۔ یہ عاجز بھی آپ کے لئے دعا کرتا رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہر ایک بات کے لئے وقت ہے صابر اور منتظر رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ صبر میں کچھ فرق آجاوے کہ استعجال سم قاتل ہے۔ اگر فرصت ہو تو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ اور غور سے ترجمہ قرآن شریف دیکھا کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں آپ نے دیکھا یہ بہتر ہے۔ فاروق کی زیارت سے قوت و شجاعت دین حاصل ہوتی ہے۔ میری دانست میں (فقرہ) کے یہ معنے ہیں کہ اعمال کی ضرورت ہے نہ نسب کی بلکہ یہ پوچھا جائیگا کہ کیا کام کیا یہ نہیں پوچھا جائیگا کہ کس کا بیٹا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مناسبت و پیروی و محبت اور پھر کثرت درود شریف شرط ہے۔ یہ باتیں بالعرض حاصل ہو جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے راضی ہو جانے کے بعد اور باآسانی یہ امور طے ہو جاتے ہیں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔ ۱۱ مئی ۱۸۸۹ء

الحکم کے سرپرستان سے ایک غریب الوطن کی التجا

پیارے ناظرین الحکم شاید آپ صاحبان مجھکو جانتے ہونگے میں ایڈیٹر الحکم کا چھوٹا بیٹا جو کہ آپ لوگوں کی الحکم بک ایجنسی سے خدمت کرتا تھا۔ ابتک گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کیلئے علاقہ عراق میں بغداد میں اپنی ڈیوٹی ادا کر رہا ہوں میں اتنی دور سے امید کرتا ہوں کہ ناظرین مجھکو دعا میں ضرور یاد رکھینگے۔ آپکا مخلص خادم

شیخ محمد ابراہیم علی احمدی۔ از بغداد